اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا عمران اشرف عثمانی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب: اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار

مؤلف: [illegible]

باہتمام: محمد ناظم اشرف

ناشر: بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی لاہور

فون: [illegible]

ملنے کے پتے

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی لاہور

[illegible] پرانی انارکلی لاہور

[illegible] = [illegible] کراچی

[illegible]

[illegible]

[illegible] گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف [illegible] دارالعلوم کورنگی کراچی

مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی

مکتبہ سید احمد شہید [illegible] اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ [illegible] اردو بازار لاہور

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار	
۲	حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت	
۳	حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم	
۴	اولاد کیلئے کوئی دولت دینی اخلاق سکھانے کے برابر نہیں	
۵	تربیت اولاد کے بارے میں احادیث نبوی	
۶	بچوں کو نماز کی تربیت دینا	
۷	بچوں کی تربیت اور نماز کی تاکید	
۸	اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاد کی تعلیم وتربیت میں والدین کا کردار

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

مسلمان ہوں یا کافر دونوں ہی بچوں کے لئے تعلیم وتربیت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا انداز اور کافر کی تعلیم وتربیت کا انداز جدا ہے، لیکن دونوں اپنے اپنے نظریے، مذہب اور عقائد کی بنیاد پر بچوں کی تعلیم وتربیت کے ضروری ہونے کے قائل ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت کے لحاظ سے بچپن کا دور ہی اس کی پوری زندگی کی بنیاد رکھنے کا زمانہ ہے۔ یہی زمانہ اس کی ذہن سازی کا ہوتا ہے۔ جیسا ذہن بچپن میں بنے گا۔ جوانی اور بڑھاپے تک، اس کے اثرات باقی رہیں گے۔ اگر اس کے اخلاق وکردار کو اچھی تعلیم وتربیت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا تو یہ اس کی

پوری زندگی کے لئے ایک سرمایہ ہوگا۔ اور اگر شروع میں بری عادتیں جڑ پکڑ گئیں تو آگے چل کر ان کی اصلاح نہایت مشکل ہوگی۔

ہم چونکہ مسلمان ہیں اس لئے ہم پر فرض ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی انداز میں کریں۔ ایک طرف تو دین اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق ہونی چاہیے اور اگر والدین اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت نہ کریں تو وہ معصیت کے مرتکب ہوں گے۔ دوسری طرف والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بچوں کے سامنے اپنی زندگی کا بہترین عملی نمونہ پیش کریں۔

کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بچے کے اندر سیکھنے کا مادہ بہت وافر مقدار میں رکھا ہے۔ اسی وجہ سے جب اس کا زمانہ طفولیت ہوتا ہے تو وہ اپنے آس پاس کے انسانوں کی حرکات و سکنات دیکھ کر ویسی ہی حرکات اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بچہ زبان سیکھتا ہے تو وہی زبان جو اس کے بڑے بولتے ہیں، بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ بڑے عربی زبان بولیں اور بچہ اردو بولنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح بچہ وہی انداز زندگی سیکھے گا، جو انداز اس کے بڑے اختیار کریں گے۔ لہذا اگر بڑے اس کے سامنے ایک بہتر عملی نمونہ پیش کریں گے تو بچہ وہی نمونہ سیکھے گا۔ اور بڑے ہو کر اس کو اپنائے گا۔

یوں تو بچہ اپنے ہر بڑے کے اقوال و اعمال سے متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی کی تعمیر میں والدین کا کردار سب سے زیادہ

ہوتا ہے کیونکہ بچہ ہر کام والدین سے ہی سیکھتا ہے اس کا واسطہ بھی سب سے زیادہ اور اساتذہ کے والدین سے پڑتا ہے اس لئے اس کے صحیح مربی (تربیت کرنے والے) والدین ہی ہوسکتے ہیں۔

چنانچہ اسلام نے والدین کو بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کا ذمہ دار قرار دیا اور اس کے متعلق بہت سے احکام بھی نازل فرمائے۔ چنانچہ بہت سی قرآن حکیم کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے ارشادات والدین کو بچوں کی تربیت سے متعلق ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے

(۱) ﴿وأمر أهلك بالصلوة واصطبر عليها﴾ (طہ ۱۳۲)

ترجمہ "اور اپنی اہل وعیال کو نماز کا حکم کیجئے اور اس پر ثابت قدم رہیے"۔

(۲) ﴿يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم نارا﴾ (التحریم ۶)

ترجمہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"۔

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام کے جو حالات مذکور ہوئے ہیں، ان میں بعض انبیاء کرام نے اپنی اولاد کو جو خاص نصیحتیں فرمائیں ان کو قرآن

حکیم نے بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی اولاد کی تربیت کے متعلق یہ وہ نصائح ہیں کہ اگر آج والدین ان کو پلے باندھ لیں۔ تو ان کی اولاد کبھی بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ نصیحتیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ ذیل میں معارف القرآن کی تشریح کیساتھ نقل کی جاتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے کچھ کلمات حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے تھے۔ وہ کلمات حکمت قرآن حکیم نے اس لئے نقل فرمائے کہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

الْأُمُورِ ○ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ○ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ○﴾

(سورہ لقمان آیت ۱۲ تا ۱۹)

ترجمہ ''اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی (اور ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز (اور سب) خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کیساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا، بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

بیٹا (حق تعالیٰ کا علم اور قدرت اس درجہ ہے کہ) اگر (کسی کا) کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو (اور) پھر وہ کسی پتھر کے اندر رکھا ہو یا وہ آسمانوں کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کردے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور باخبر ہے (اور اعمال کے باب میں یہ نصیحت کی کہ) بیٹا نماز پڑھا کرو اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو اور

برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ (صبر کرنا) ہمت کے کاموں میں سے ہے اور (اخلاق و عادات کے باب میں یہ نصیحت کی کہ بیٹا) لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل، بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر، بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے"۔ (تفصیل کیلئے معارف القرآن ج ۷ ص ۳۱ ملاحظہ فرمائیں)

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو طوفان نوح کے آنے کے بعد آخر وقت تک نصیحت فرمائی جس کو قرآن حکیم نے اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ (سورہ ہود۔ ۴۲)

"اور وہ کشتی ان کو پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ

مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ
سوار ہو جا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت
ہو (یعنی کفر کو چھوڑ دے کہ غرق سے بچ جاوے"

(تفسیر معارف القرآن ج۴ ص۶۳۳)

قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ نصائح ذکر کی ہیں جو انہوں نے اپنی اولاد کی کی تھیں۔

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ
اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

"اور اسی (ملت موصوفہ پر قائم رہنے) کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم (علیہ السلام) اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب علیہ السلام بھی (اپنے بیٹوں کو جس کا یہ مضمون تھا کہ) میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام اور اطاعت حق) کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے، سو تم (دم مرگ تک اس کو مت چھوڑنا اور) بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا"۔

(معارف القرآن، سورہ بقرہ ج۱۔ ص۳۳۳)

﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ

لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ○ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○﴾

''کیا تم موجود تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے (تجدید معاہدہ کے لئے) پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کروگے، انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اس (ذات پاک) کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ (حضرات) ابراہیم واسمٰعیل واسحاق علیہم السلام پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم (احکام میں) اسی کی اطاعت پر (قائم) رہیں گے''۔

(معارف القرآن ج ۱ ص ۲۹۵ سورۃ بقرہ)

اس کے ساتھ اہل وعیال پر شفقت ومحبت ایک طبعی اور فطری امر ہوتے کے ساتھ حکم ربانی بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال کے لئے دین ودنیا کی آسائش وراحت کے لئے بھی دعائیں مانگی ہیں۔

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ

أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۶تا۱۲۸)

"اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب بنا اس شہر کو امن کا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرمایا اور جو کفر کرے اس کو بھی نفع پہنچاؤں گا تھوڑے دنوں پھر اس کو جبراً بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی۔ اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بے شک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر

بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان"۔

(تفسیر معارف القرآن ج۱ ص۲۷۷ سورۂ بقرہ)

سابقہ آیات میں ملت ابراہیم اور اسلام کی حقیقت کا بیان تھا۔ اب آیات مذکورہ میں ایک اور اصولی بات قابل نظر ہے کہ ملت ابراہیم کہیئے یا اسلام یہ پوری قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے ہدایت نامہ ہے مگر اس میں اولاد ابراہیم و یعقوب علیہم السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ آیات مذکورہ میں ان کو خاص خطاب فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ پیغمبروں نے اپنی اولاد کو بطور وصیت خاص اس کی ہدایت فرمائی۔

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اولاد کی محبت اور اس کی بھلائی کی فکر مقام رسالت و نبوت بلکہ مقام خلت کے بھی منافی نہیں۔ اللہ کا وہ خلیل جو ایک وقت اپنے رب کا اشارہ پا کر اپنے چہیتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کمربستہ نظر آتا ہے وہی دوسرے وقت اپنی اولاد کی دینی اور دنیوی آسائش اور بھلائی کے لئے اپنے رب سے دعائیں بھی کرتا ہے۔ دنیا سے رخصت ہونے کے وقت اپنی اولاد کو وہ چیز دے کر جانا چاہتا ہے جو اس کی نظر میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ یعنی اسلام جس طرح عام انسان اپنی موت کے وقت یہ چاہتے ہیں کہ جو بڑی سے بڑی دولت ان کے پاس ہے وہ اولاد کو دے جائیں ایک سرمایہ دار تاجر کی آج کل یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد ملوں اور فیکٹریوں کی مالک ہو ان کو امپورٹ اور ایکسپورٹ کے بڑے بڑے

لائسنس ملیں لاکھوں اور کروڑوں کا بینک بیلنس ہو یا ایک مربع والا انسان یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد کو اونچے عہدے اور بڑی تنخواہیں ملیں یا ایک صنعت پیشہ آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد صنعت میں کمال حاصل کرے اس کو اس کے اپنی عمر بھر کے گر بتلائے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین اولیاء کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جس چیز کو وہ اصلی اور دائمی لازوال دولت سمجھتے ہیں۔ وہ ان کی اولاد کو پوری کی پوری مل جائے۔ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور کوششیں بھی۔ آخر وقت میں وصیت بھی اسی کی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آیات مذکورہ سے واضح ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا
وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ○ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ
كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي
فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي
بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا
لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي
إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ○ رَبِّ
اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ
دُعَاءِ ○﴾ (سورہ ابراہیم آیت ۳۵ تا ۴۱)

”اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے اس شہر

کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں مورتوں کو اے رب انہوں نے گمراہ کیا بہت لوگوں کو سو جس نے پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہی ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں ہے تیرے محترم گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو سو رکھ بعض لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں میں سے شاید وہ شکر کریں۔

اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام کرنے والا رکھیے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو (نماز کا اہتمام کرنے والا رکھیے) اور میری (یہ) دعا قبول کیجئے"۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۲۴۷)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم

سورۃ مریم میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انه کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا ○ وکان یأمر اھله بالصلوٰة والزکوٰة وکان عند ربه مرضیا ○﴾

"اور اس کتاب میں اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے (بڑے) سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا (خصوصاً اور بھی احکام عموماً) حکم کرتے رہتے تھے"۔ (تفسیر معارف القرآن ص ۳۸ ج ۶)

یہاں پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خصوصی اوصاف میں ایک یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام تو ہر مومن مسلمان کے ذمہ واجب ہے کہ اپنے اہل وعیال کو نیک کاموں کی ہدایت کرتا رہے۔ قرآن حکیم میں عام مسلمانوں کو خطاب ہے۔ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ (یعنی بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے) پھر اس میں حضرت اسمٰعیل کی خصوصیت کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ حکم اگرچہ عام ہے اور سبھی مسلمان اس کے مکلف ہیں، لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس کے اہتمام و انتظام میں امتیازی کوشش فرماتے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خصوصی ہدایت ملی تھی کہ وانذر عشیرتک الاقربین۔ یعنی اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے۔ آپ نے اس کی تعمیل میں اپنے خاندان کو جمع کر کے خصوصی خطاب فرمایا۔

دوسری بات یہاں یہ قابل غور ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب

کے سب پوری قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے ہیں اور وہ سب کو پیغام حق پہنچاتے ہیں اور امر الٰہی کا پابند کرتے ہیں اہل وعیال کی خصوصیت میں کیا حکمت ہے بات یہ ہے کہ دعوت پیغمبرانہ کے خاص اصول ہیں ان میں یہ اہم بات ہے کہ جو ہدایت عام خلق اللہ کو دیجائے اس کو پہلے اپنے گھر سے شروع کرے اپنے گھر والوں کو اس کا ماننا اور منوانا نسبتاً آسان بھی ہوتا ہے۔ اس کی نگرانی بھی ہر وقت کی جاسکتی ہے اور وہ جب کسی خاص رنگ کو اختیار کرلیں اور اس میں پختہ ہوجائیں تو اس سے ایک دینی ماحول پیدا ہوکر دعوت کو عام کرنے اور دوسروں کی اصلاح کرنے میں بڑی قوت پیدا ہوجاوے گی۔ اصلاح خلق کے لئے سب سے زیادہ مؤثر چیز ایک صحیح دینی ماحول کا وجود میں لانا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہر بھلائی یا برائی جیسے تعلیم وتعلم اور افہام وتفہیم سے زیادہ ماحول کے ذریعے پھیلتی اور بڑھتی ہے۔

اولاد کیلئے کوئی دولت دین واخلاق سکھانے کے برابر نہیں

انبیاء علیہم السلام کے اس طرز خاص میں عام انسانوں کے لئے بھی یہ ہدایت ملتی ہے کہ وہ جس طرح ان کی دنیوی پرورش اور ان کے دنیوی آرام وراحت کا انتظام کرتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ان پر لازم ہے کہ اولاد کی نظری، عملی اور اخلاقی تربیت کریں۔ برے راستوں اور برے اعمال واخلاق سے ان کو بچانے میں سعی بلیغ

کریں کہ اولاد کی سچی محبت اور اصل خیر خواہی یہی ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ایک انسان اپنے بچے کو دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لئے تو ساری توانائیاں خرچ کر دے اور واقعی آگ سے اور عذاب سے بچانے کے لئے کوئی دھیان نہ دے، اس کے بدن سے پھانس نکالنے میں تو سارے ذرائع اور وسائل استعمال کرے اور بندوق کی گولی سے نشانہ بننے سے اس کو نہ بچائے۔

انبیاء علیہم السلام کے اس طرز عمل سے ایک اصولی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے کہ سب سے پہلے ان کی اصلاح وفلاح کی فکر کیا جائے ان کے بعد دوسروں کی طرف توجہ کیا جائے جس میں دو حکمتیں ہیں۔

اول یہ کہ طبعی اور جنسی تعلق کی بناء پر وہ نصیحت کا اثر زیادہ جلد اور آسانی سے قبول کر سکیں گے اور پھر وہ ان کی تحریک اور اصلاحی کوشش میں ان کے دست وبازو بن کر اشاعت حق میں ان کے معین ہوں گے۔

دوسرے اشاعت حق کا اس سے زیادہ سہل اور مفید راستہ کوئی نہیں کہ ہر گھر کا ذمہ دار آدمی اپنے اہل وعیال کو حق بات سکھانے اور اس پر عمل کرانے کی سعی میں دل وجان سے لگ جائے کہ اس طرح تبلیغ وتعلیم اور اصلاح وتربیت کا دائرہ سمٹ کر صرف گھروں کے ذمہ داروں تک آجاتا ہے ان کو سکھلانا پوری قوم کو سکھانے کے ہم معنی ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی تعلیمی اصول کے پیش نظر ارشاد فرمایا۔

﴿یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا﴾

”اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل
وعیال کو بڑی آگ سے“۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دنیا کے رسول ہیں اور جن کی ہدایت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے عام ہے آپ کو بھی سب سے پہلے اس کا حکم دیا گیا کہ

﴿و انذر عشیرتک الاقربین﴾

”اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے“۔

اور ارشاد ہوا

﴿و امر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا﴾

یعنی ”اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس
کے پابند رہیے“۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس کی تعمیل فرمائی۔

ایک تیسری حکمت یہ بھی ہے کہ جب تک کسی شخص کے اہل وعیال اور قریبی خاندان اس کے نظریات اور عملی پروگرام میں اس کے ساتھی اور ہم رنگ نہیں ہوتے تو اس کی تعلیم و تبلیغ دوسروں پر اتنی موثر نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کے جواب میں ابتداء اسلام کے وقت عام لوگوں کا یہ جواب ہوتا تھا کہ پہلے اپنے خاندان قریش کو تو آپ درست کرلیں۔ پھر ہماری خبر لیں

اور جب خاندان میں اسلام پھیل گیا اور فتح مکہ کے وقت اس کی تکمیل ہوئی تو اس کا نتیجہ قرآن کے الفاظ میں یہ ظاہر ہوا کہ

﴿یدخلون فی دین اللہ افواجا﴾

یعنی "لوگ اللہ کے دین کے میں فوج در فوج ہوکر داخل ہوگئے"۔

آجکل مسلمانوں میں بے علمی اور بے دینی پھیلنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین اگر خود دین سے واقف اور دیندار بھی ہیں تو اس کی فکر نہیں کرتے کہ ہماری اولاد بھی دیندار ہوکر دائمی راحت کی مستحق ہو۔ عام طور پر ہماری نظریں صرف اولاد کی دنیوی اور چند روزہ راحت پر رہتی ہیں۔ اسی کے لئے انتظامات کرتے رہتے ہیں۔ دولت لازوال کی طرف توجہ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ آخرت کی فکر میں لگ جائیں اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے سب سے بڑا سرمایہ ایمان اور عمل صالح کو سمجھ کر اس کی کوشش کریں۔

تربیت اولاد کے بارے میں احادیث نبویؐ

ان ہی حکمتوں کے پیش نظر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال اور اقربا کو خود حق بات سکھانے اور اس پر عمل کرانے میں ہمیشہ دل وجان سے لگے رہے اسی طرح آپؐ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد آنے والی ساری امت کو یہ سبق سکھایا کہ اپنی اولاد کو خود حق بات سکھائی اور ان کی صحیح تربیت

کرنی چاہیے۔ کتنی ساری احادیث ایسی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ احکامات ہمیں ملتے ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ پیش ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿لأن یؤدب احدکم ولدہ خیر لہ من أن یتصدق کل یوم بنصف صاع علی مسکین﴾

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۵۲۲۸ بحوالہ طبرانی کبیر و مستدرک حاکم عن جابر بن سمرہ)

"روزانہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی اپنے لڑکے کو بھلائی کی تعلیم دے"۔

(۲) ﴿عن ابی ھریرۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ أو یمجسانہ﴾

(کنز العمال ج ۱ ص ۱۳۰۹)

یعنی ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

(۳) علموا اولادکم واھلیکم الخیر وادبوھم

(رواہ عبدالرزاق وسعید بن منصور عن علی موقوفاً بحوالہ کنز العمال)

یعنی "اپنی اولاد کو اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو۔ ان کو ادب سکھلاؤ"۔

(۴) ﴿عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم انه قال حق الوالد على الولد ان يحسن

ادبه ويحسن اسمه ﴾(رواہ البیہقی)

یعنی ''والد کا حق بچے پر یہ ہے کہ اس کو ادب سکھائے

اور اس کا اچھا نام رکھے''۔

(۵) ﴿عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال ادبوا اولادكم على ثلاث خصال حب نبيكم

وحب ال بيته وتلاوة القرآن﴾

(کنزالعمال ج۱۶/ ۴۵۴۰۹ بحوالہ ابن النجار)

یعنی ''اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ اپنے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے محبت اہل بیت سے محبت اور قرآن کریم

کی تلاوت''۔

(۶) ﴿عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الرجل

راع في اهله ومسؤل عن رعيته والمرأة راعية في

بيت زوجها ومسؤلة عن رعيتها﴾ (البخاری ومسلم)

یعنی ''آدمی نگہبان ہے اپنے اہل وعیال کا اور اس سے

اس کی رعیت (یعنی اہل وعیال) کی پوچھ گچھ ہوگی اور

عورت نگہبان ہے اپنے شوہر کے گھر میں اور اس سے

اس کی رعیت (یعنی اہل وعیال) کی پوچھ گچھ ہوگی۔

(۷) ﴿عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم انہ قال افتحوا علی صبیانکم اول کلمۃ
بلا الہ الا اللہ ﴾۔(رواہ الحاکم + کنز العمال ج۱۶ ۴۵۹۴۴۴)
"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو
سب سے پہلا کلمہ "لا الہ الا اللہ" سکھاؤ"۔

بچوں کو جہاد کی تربیت دینا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اولاد کو جہاد کی تربیت
دیتے تھے جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث
سے واضح ہوتا ہے۔

﴿عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کنا
نعلم اولاد نا مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کما نعلمہم السورۃ من القرآن الکریم﴾۔

"حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ ہم اپنی اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
غزوات کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی طرح جیسے ان کو
قرآن کریم کی سورت کی بھی تعلیم دیتے تھے"۔

بچوں کی تربیت اور نماز کی تاکید

﴿عن عمرو ابن العاصؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مروا اولادکم وھو ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشرۃ وفرقوا بینھم فی المضاجع﴾۔

(رواہ ابوداؤد کنز العمال ج۱۶/۲۳۳۲۳)

''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوجائیں۔ دس برس کے ہوجائیں تو ان کو (نماز چھوڑنے کے سبب) مارو اور ان کا بستر الگ کرو''۔

﴿عن معاذ بن جبلؓ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات ... منھم وانفق علی اھلک من طولک ولا ترفع عنھم عصاک أدبا واخفھم فی اللہ﴾۔

(رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر واسنادہ صحیح)

''حضرت معاذ بن جبلؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس چیزوں کی وصیت فرمائی۔ (ان میں سے کچھ یہ ہیں) اپنے گھر

والوں پر خرچ کرنا۔ تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا۔ اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا"۔

فائدہ

لکڑی نہ ہٹانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں ہر وقت مارتا رہے۔ بلکہ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور مارتا نہیں اس لئے جو چاہو کرتے رہو۔ بلکہ ان کو حدود شرعیہ کے تحت میں رہتے ہوئے کبھی کبھی مارتے بھی رہنا چاہئے۔ کیونکہ بغیر مار کے اکثر تربیت نہیں ہوتی۔

آج کل اولاد کو شروع میں محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ بری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بری عادتوں سے۔ روکا جائے اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے کون سمجھدار گوارا کر سکتا ہے کہ اولاد کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم اور تکلیف ہوگی، عمل جراحی نہ کرایا جائے بلکہ لاکھ بچہ روئے، منہ بنائے، بھاگے بہر حال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔

بہت سی حدیثوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگہبانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔

حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ ماں باپ کی مار اولاد کیلئے۔ ایسی ہے جیسا کہ کھیتی کے لئے پانی (در منثور) اور ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ما ورث والد ولدهٗ افضل من ادب حسن او ما نحل والد ولدهٗ افضل من ادب حسن﴾

(کنز العمال ج ۱۶۔ ۴۵۴۲۳، رواہ الترمذی)

یعنی "کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے"۔

(جامع صغیر)

﴿عن ابی سلیمان مالک بن الحویرث قال اتینا النبی صلی الله علیه وسلم ونحن شببة متقاربون فاقمنا عنده عشرين ليلة فظن أنا اشتهينا أهلنا. وسألنا عمن تركنا في أهلنا وكان رفيقا رحيما. فقال ارجعوا الى أهليكم فعلموهم ومروهم وصلوا كما رأيتموني اصلي فاذا حضرت الصلوة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم اكبركم﴾۔

(البخاری فی الادب المفرد، کنز العمال ج ۷۔ ۱۸۸۶۹)

"حضرت ابو سلیمان مالک بن الحویرثؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم

سب ہم عمر نوجوان تھے۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس راتیں قیام کیا۔ پس حضور نے گمان فرمایا کہ ہم اپنے اہل وعیال کو چاہتے ہیں تو حضورؐ نے ہمارے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جن کو ہم اپنے وطن چھوڑ آئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رفیق اور مہربان تھے تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور ان کو حکم کرو اور ایسے نماز پڑھو جیسا کہ آپ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پس جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں کوئی اذان دے اور بڑا آدمی امامت کرے''۔

﴿عن ابن عمرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... روجوا ابناء کم وبناتکم، حلوهن الذهب والفضة واجيدوا لهم الكسوة واحسنوا اليهن بالنحلة ليرغب فيهن۔

(مستدرک حاکم کنز العمال ج۱۶۔ ۴۵۹۹۶)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی کرو، اور ان کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرو اور ان کو اچھا لباس پہناؤ اور عطیہ دے کر ان پر احسان کرو، تاکہ لوگوں کو ان کی

طرف رغبت ہو"۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ

﴿مکتوب فی التوراة من بلغت له ابنة اثنتی عشرة سنة فلم یزوجها فاصابت اثما فاثم ذلك علیه﴾۔

(کنز العمال ج۱۶۔۴۵۳۱۲، عن انس البیہقی فی شعب الایمان)

"تورات میں مذکور ہے کہ جس شخص کی بیٹی کی عمر ۱۲ برس کی ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے پھر وہ کسی گناہ میں ملوث ہو تو اس کا گناہ اس کے والد پر ہوگا"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿اعینوا اولادکم علی البر من شاء استخرج العقوق من ولده﴾

(کنز العمال ج۱۶۔۴۵۳۱۹، طبرانی فی الکبیر)

یعنی "اپنی اولاد کی نیکی میں مدد کرو، جو شخص چاہے وہ اپنی اولاد سے نافرمانی کا عنصر نکال سکتا ہے"۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿ان لکل شجرة ثمرة وثمرة القلب الولد﴾

(البزار، کنز العمال ج۱۶۔۴۵۴۱۵)

"ہر درخت کا ایک پھل ہوتا ہے اور دل کا پھل ولد (لڑکا) ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿إن من حق الولد على والده أن يعلمه الكتابة وان يحسن اسمهٔ وأن يزوجه اذا بلغ﴾

(ابن النجار، کنز العمال ج۱۶ـ۴۵۱۹۲)

"اولاد کا حق والد پر یہ ہے کہ اس کو کتابت سکھائے اور اس کا اچھا نام رکھے اور جب وہ بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کرے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿رحم الله والداً أعان ولدهٔ على بره﴾

(الثواب لابی الشیخ، کنز العمال ج۱۶ـ۴۵۴۱۶)

"اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے والد پر جو اپنے بیٹے کی نیکی میں مدد کرے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿اکرموا اولادكم واحسنوا آدابهم﴾

"اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو اچھا ادب سکھاؤ"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

﴿ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اهل بیته وقراءة القرآن فان حملة القرآن في ظل الله يوم لاظل الا ظله مع الانبياء واصفيائه﴾

(کنزالعمال ۱۶ر۴۵۴۰۹ بحوالہ مسند الفردوس للدیلمی ابن النجار)

"اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ۔ اپنے نبی سے محبت، اہل بیت نبیؐ سے محبت اور قرآن پاک کی تلاوت۔ کیونکہ قرآن کے حاملین اللہ تعالیٰ کے خصوصی سائے میں انبیاء و صلحا کیساتھ ہوں گے جس روز سوائے اس کے سائے کے کسی کا سایہ نہیں ہوگا"۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من ربی صغیرا حتی یقول لا الہ الا اللہ لم یحاسبہ اللہ۔ (کنزالعمال ۱۶ر۴۵۴۰۳)

"جس شخص نے کسی چھوٹے بچے کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ نہیں کریں گے"۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

﴿من كان له صبي فليتصاب له﴾

(ابن عساکر، کنز العمال ۴۵۴۱۳/۱۶)

''جس شخص کا کوئی بچہ ہو، اس کی خاطر اسے بھی بچہ بننا چاہیے''۔

ان سب احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو بچوں کی تربیت کے مختلف طریقے تعلیم فرمائے اور ان کو حکم دیا کہ بچوں کو نماز، قرآن، ادب اور اسلام کی تعلیم دو۔ ورنہ والدین سے ان کی عدم تربیت کا آخرت میں مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ والدین ہی بچے کو صحیح راہ میں ڈال سکتے ہیں وہ چاہیں تو بچے کی دین اور دنیا سنوار دیں اور چاہیں تو بگاڑ دیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے والدین اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس سے پتہ چلا کہ والدین کا اولاد کی تربیت یا بگاڑ میں بہت بڑا دخل ہے۔

آجکل کے دور میں والدین اپنی اولاد کی طرف سے بہت غفلت برتتے ہیں۔ بچے ذرا بڑے ہوئے تو ان کو قرآن اور اسلام کی تعلیمات دیئے بغیر انگریزی اسکولوں میں داخل کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے بچے اپنے والدین کی تربیت، قرآنی تعلیمات اور اسلام سے

دور ہو کر انگریزی کی آب وہوا اور دوستوں کی محفلوں کا عادی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب وہ بچے بڑے ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں تو ان کو حلال وحرام میں تمیز، دین کی طرف رغبت اور گناہوں سے بچنے کی بالکل فکر نہیں ہوتی، وہ چاہے کسی حرام کی آمدنی سے کھائیں، چاہے شرابی کبابی بن جائیں یا دوستوں کی محفل میں اپنا وقت ضائع کریں اس کا کوئی احساس پیدا ہی نہیں ہوتا، اور پھر جب اور بڑے ہوتے ہیں اور باگ ڈور اس طرح کے حضرات کے ہاتھوں میں آتی ہے تو ان کو سوائے لفظ اسلام کے کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ بجائے اس کے کہ وہ جستجو کریں کہ اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے؟ ہم پر شرعاً کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہم کس حد تک ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ خود راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں بلکہ اسلامی اصول وشعائر کا کھلے بندوں مذاق اڑاتے ہیں اور دائمی سنت کو برا کہنا اور ان پر طعن وتشنیع کرنا ان کا وطیرہ بن جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ والدین کی تربیت نہ کرنے اور اپنے سے دور رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف اولاد دین اور اخلاق سے عاری ہو جاتی ہے بلکہ اپنے بڑوں اور والدین کا ادب اور احترام حتیٰ کہ والدین کی محبت بھی ان کے دلوں میں کما حقہ باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی صحیح تربیت کے طریقے بتائے ہیں۔ اگر بچوں کی اس طرح تربیت کی

جائے تو نہ صرف یہ کہ اس میں دین کی بھلائی ہے۔ بلکہ دنیا میں بھی ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ آج مسلم اقوام کی زبوں حالی اور ذلت اور رسوائی کا ایک بڑا سبب نسل نو کی اخلاقی تربیت کا فقدان ہے اور غیر اسلامی طریقے پر تربیت کرنا ہے۔ بچوں کو دینی تعلیمات اور دینی راستہ پر نہیں لگا سکتے تو کم از کم یہ کرنا چاہیے کہ بچپن میں سب سے پہلے بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم اور اسلامی عقائد سے روشناس کرایا جائے تاکہ بچپن ہی سے اسلام کی طرف مائل ہونا شروع کر دے کیونکہ اگر بچپن میں ذہن اسلامی سانچہ میں ڈھل جائے تو بڑے ہو کر اس کا رجحان اطاعت اسلام اور اطاعت والدین کی طرف ہی ہوگا۔

ابھی جو قرآنی آیات اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اوپر ذکر کی گئی ہیں وہ بچوں کی صحیح تربیت کی اساس اور بنیاد ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کے متعلق ایک پورا باب بہشتی زیور میں بیان فرمایا ہے۔ یہ باب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہو جاتی ہے۔ وہ عمر بھر نہیں جاتی اس لئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا تربیت وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلائیں، دودھ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

(۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔

(۳) اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔

(۴) اس کا بہت بناؤ سنگھار مت کرو۔

(۵) اگر لڑکا ہو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

(۶) اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں ہے۔

(۷) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیز ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شروع سے ان ہی کی ملک ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔

(۸) زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ

اسے حبشی سمجھتے ہیں۔ اس کو ذلیل جانتے ہیں۔

(۹) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں۔ تم ماشاء اللہ مرد ہو ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

(۱۰) اگر لڑکی ہو تب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں کی اس کو عادت مت ڈالو۔

(۱۱) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے

(۱۲) چلا کر بولنے سے روکو، خاص کر لڑکی ہے تو چلانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جائے گی۔

(۱۳) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا وہ تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے سے ان کے ساتھ کھیلنے سے اس کو بچاؤ۔

(۱۴) ان باتوں سے اس کو نفرت دلاتی رہو، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا۔ خواہ مخواہ اس کو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا۔ بھلی بری بات کا نہ سوچنا۔ اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے تو

فوراً اس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔

(۱۵) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تا کہ پھر ایسا نہ کرے ایسی باتوں میں پیار دلار ہمیشہ بچے کو کھو دیتا ہے۔

(۱۶) بہت سویرے مت سونے دو۔

(۱۷) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

(۱۸) جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔

(۱۹) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے اوّل قرآن مجید پڑھواؤ۔

(۲۰) جہاں تک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔

(۲۱) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔

(۲۲) کبھی کبھی وقت انہیں نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو۔ کتاب حکایات صحابہ بچوں کو خصوصیت سے پڑھائیں۔

(۲۳) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جس میں عاشق و معشوق کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

(۲۴) ایسی کتابیں پڑھواؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جائے۔

(۲۵) مکتب سے آ جانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تا کہ ان کی طبیعت کند نہ ہو جائے

لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۶) آتش بازی یا باجہ خریدنے کے لئے پیسہ نہ دو۔

(۲۷) کھیل تماشے دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔

(۲۸) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھا دو کہ جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔

(۲۹) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

(۳۰) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کریں اپاہج اور سست نہ ہو جائیں۔ ان کو کہو کہ رات کو اپنا بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں صبح کو اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھڑا سینا خود ہی کیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اجلے ایسی جگہ رکھا کریں جہاں کپڑے پھٹنے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبی کو خود گن کر دیں اور لکھ دیں اور گن کر پڑتال کر لیں۔

(۳۱) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے۔ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔

(۳۲) لڑکیوں سے کہو جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے

رکھے، بچہ رہے کا گھر میں ہوا کرے، اس میں غور کر کے دیکھا کرو کہ کیسے ہو رہا ہے۔

(۴۳) جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو۔ پیار کرو۔ بلکہ اس کو کچھ انعام دو تا کہ اس کا دل بڑھے اور جب اس کی کوئی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اسے سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہوں گے اور جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر ایسا مت کرنا نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کرتے اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۴۴) ماں کو چاہئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہا کرے۔

(۴۵) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا اور کوئی شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا سمجھا جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ سو وہ اگر برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ وہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔

(۴۶) کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پائے مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈ، مگدر کرنا۔ ایک آدھ میل چلنا، اور لڑکی کے لئے چکی یا چرخہ چلانا بہت ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہیں سمجھیں گے۔

(۳۷) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی تہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کرتہ چلے۔

(۳۸) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادات ڈالو، زبان سے چال سے شیخی نہ بگھارنے پائے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر کے بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑوں یا مکان یا خاندان یا کتاب ودوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پائے۔

(۳۹) کبھی کبھی اس کو دو چار پیسے دیدیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق پیسے خرچ کرلیا کرے۔ مگر اس کی یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کرنہ خریدے۔

(۴۰) اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ اس کے علاوہ تربیت اولاد کے موضوع پر شیخ عبداللہ ناصح علوان کی ایک تصنیف "تربیۃ الاولاد فی الاسلام" ہے جس کا اردو ترجمہ حضرت العلامہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار صاحب مدظلہم العالی نے کیا ہے اس کتاب کا نام "اسلام اور تربیت اولاد" ہے یہ اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔ اللهم اغفرلي ولوالدي وللمسلمين ولمن سعى فيه۔

بیت العلوم کی مطبوعات

ایک نظر میں

- قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا —— [illegible]
- محمد عربی انسائیکلوپیڈیا —— [illegible]
- صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا —— [illegible]
- حیوانوں کی عجیب انسائیکلوپیڈیا —— [illegible]
- خواتین کے اسلامی [illegible] —— [illegible]
- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ —— [illegible]
- گناہوں کے [illegible] اور ان کا علاج —— [illegible]
- اصلاحی [illegible] —— ۴ جلد —— [illegible]
- اصلاحی تقریریں —— ۳ جلد —— [illegible]
- [illegible] حضرات کے دلچسپ [illegible] —— [illegible]
- اسلامی احکام اور ان کی حکمتیں —— [illegible]
- [illegible] —— [illegible]
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] —— [illegible]
- [illegible] —— [illegible]
- قصص معارف القرآن —— [illegible]
- [illegible] —— [illegible]
- [illegible] —— [illegible]
- قیامت کی نشانیاں —— [illegible]
- [illegible] قرآن [illegible] —— [illegible]
- [illegible] —— [illegible]